

## 177963 - تجارتی سامان کی زکاة رقم نہ ہونے کی وجہ سے مؤخر کرنے کا حکم، اور کیا زکاة ادا کرنے کے لیے قرض لینا لازم ہو گا؟

سوال

میری بک شاپ ہے، اور اس میں نصاب کی رقم سے زیادہ مال موجود ہے، لیکن میرے پاس زکاة ادا کرنے کے لیے رقم نہیں ہے، اور سال بھی گزر چکا ہے، تو یہاں سوال یہ ہے کہ کیا میں مطلوبہ مقدار میں رقم جمع ہونے تک انتظار کروں؟ یا زکاة ادا کرنے کے لیے قرضہ اٹھا لوں؟

پسندیدہ جواب

الحمد لله.

اول:

سامان تجارت میں اس وقت زکاة واجب ہوتی ہے جب سامان تجارت ذاتی طور پر یا اس کے ساتھ ملائی جانے والی نقدی وغیرہ کے ملانے سے نصاب تک پہنچ جائے اور اس پر سال بھی گزر چکا ہو۔

ایسے میں سال پورا ہونے پر سارے مال کی قیمت فروخت لگائی جائے گی چاہے وہ قیمت خریداری کی قیمت سے کم ہو یا زیادہ، اور پھر اس میں سے چالیسواں حصہ یعنی اڑھائی فیصد زکاة ادا کی جائے گی۔

دوم:

جب مال کی مقدار نصاب کے برابر ہو اور اس پر سال گزر چکا ہو تو اس کی فوری طور پر زکاة ادا کرنا لازم ہے، بغیر کسی عذر کے زکاة کی ادائیگی کو مؤخر کرنا جائز نہیں ہے۔

جیسے کہ امام نووی رحمہ اللہ کہتے ہیں:

"جب زکاة فرض ہو جائے تو فوری طور پر زکاة ادا کرنا ضروری ہو جاتا ہے، زکاة نکالنے کی مکمل اجازت دی جائے

، اسے مؤخر کرنا بالکل جائز نہیں۔ یہی موقف امام مالک، احمد اور جمہور علمائے کرام کا ہے؛ کیونکہ اللہ تعالیٰ کا فرمان: { وَأَتُوا الزَّكَاةَ } ہے، یعنی زکاة ادا کرنے کا حکم دیا ہے اور حکم کی تعمیل فوری کرنا ضروری ہوتا ہے۔ " ختم شد

اسی طرح "کشاف القناع مع الإقناع" (2/255) میں ہے کہ:

"مال کی زکاة واجب ہونے کے بعد اس کو مؤخر کرنا جائز نہیں ہے، خصوصی ایسی صورت میں جب ادا کرنا ممکن بھی ہو تو ایسی صورت میں فوری طور پر زکاة ادا کرنا لازم ہے۔۔۔ البتہ اگر فوری طور پر زکاة دینے سے نقصان ہو تو تاخیر کی جا سکتی ہے، یہ بات صراحت کے ساتھ بیان کی گئی ہے؛ کیونکہ حدیث مبارکہ ہے کہ: (نہ اپنے آپ کو نقصان پہنچاؤ اور نہ ہی دوسروں کو نقصان پہنچاؤ)۔۔۔ یا پھر مالک کو ہی اپنی زکاة کی رقم کی ضرورت ہو کہ اگر زکاة کی رقم نکالی جائے تو معیشت اور ضروریات پر منفی اثر پڑتا ہو تو ایسی صورت میں زکاة اس وقت لی جائے گی جب اسے رکاوٹ دور ہونے کے بعد آسانی ہو۔۔۔" ختم شد

مزید کے لیے آپ "المغنی" (2/510) کا مطالعہ کریں۔

سوم:

اگر آپ کے پاس اتنی رقم نہیں ہے کہ آپ اپنی تجارت کی زکاة ادا کر سکیں تو آپ کے لیے یہ بھی ممکن ہے کہ اسی سامان تجارت کو ہی بطور زکاة دے دیں جس پر زکاة واجب ہوئی ہے، کیونکہ سامان تجارت کی زکاة راجح موقف کے مطابق اسی سامان تجارت سے ادا کرنا جائز ہے۔

چنانچہ امام ابو عبید قاسم بن سلام رحمہ اللہ کہتے ہیں:

"اگر ایک آدمی کے سامان تجارت پر زکاة واجب ہوئی اس پر اس نے اپنی تجارت کے سامان کی قیمت لگائی، تو اس کی زکاة کی رقم مکمل ایک سوٹ، یا جانور یا غلام کی قیمت کے برابر ہو گئی تو یہ شخص اسی چیز کو اپنی زکاة کی مد میں دے دیتا ہے، اس صورت میں وہ شخص ہمارے ہاں نیکی کرنے والا اور زکاة ادا کرنے والا ہو گا۔ اور اگر اس کے لیے آسانی اس بات میں تھی کہ اپنی زکاة کی رقم سونے یا چاندی کی شکل میں دے تو یہ بھی اس کے لیے جائز ہے۔ ہمارے نزدیک اموال تجارت کا یہی حکم ہے۔" ختم شد

"الأموال" از ابو عبید: (388)، انہی سے حمید بن زنجویہ نے اپنی کتاب: "الأموال" (3/974) میں نقل کیا ہے۔

اور اگر مال تجارت ایسی نوعیت کا ہے کہ زکاة کے مستحق فقیر کے کام آنے والا نہیں تو پھر ان شاء اللہ آپ پر زکاة کی تاخیر میں کوئی حرج نہیں ہو گا کہ آپ مال فروخت کر کے زکاة ادا کر دیں۔

لیکن اگر آپ کے پاس تھوڑی بہت مقدار میں رقم موجود ہے جس سے زکاة کا کچھ حصہ ادا ہو سکتا ہے تو آپ فوری طور پر وہ رقم زکاة کی مد میں دے دیں، اور بقیہ زکاة مزید رقم میسر آنے پر ادا کر دیں۔

اس بارے میں مزید کے لیے آپ سوال نمبر: (47761) کا جواب ملاحظہ کریں۔



والله اعلم